کتبِ تفسیر میں روایاتِ اسباب النزول کی تحقیق و تخریج کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the Research and Graduation of the Hadiths About Revelation Background in Tafsīr Books

Dr. Abdul Rouf Zahid [1]

Zobia Sarwar [2]

ABSTRACT

The reality of reasons and background of revelation in The Holy Quran can never be denied. So the study about the reasons of revelation (asbāb-e-nuzūl) is necessary in the light of former (Mutaqaddimīn) and modern (Mutākhirīn) scholars. Due to the importance of reasons of revelation (asbāb-e-nuzūl), abundant narrations about revelation are present in the books of Tafasīr. This abundance demands us to research and verify the valid narrations from the fabricated (Mouzū) and frailed (Za'īf) ones or those which are irrelevant to reasons of revelation (asbāb-e-nuzūl). Mufassirīn made these mistrusting narrations also a great part of Tafsīrī Literature, considering the reasons of revelation as the compulsory knowledge for Quranic Explanations. It is necessary to separate these mistrusting narrations from Tafsīrī literature by research and verification, so that authentic Tafsīrī literature can be surfaced. This article will boost up the epistemic way of research and developed the new aspects of research and verification in Tafsīrī literature.

Key Words: *Revelation, Narration, verification, Fabricated, Tafsīrī Literature*

تعارف:

اسلام انسانیت کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور انس و جن کیلئے رب العالمین کا عطا کردہ مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشیات و اقتصادیات اور تمام مسائلِ زندگی سے متعلق انتہائی قیمتی اور بے حد مفید احکام و قوانین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اپنا آخری پیغام بنی نوع انسان کی طرف بھیجا اور اس پیغام میں زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ہدایات نازل فرمائیں حتی کہ کوئی شعبہ زندگی بھی ہدایت ربانی سے خالی نہ رہا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابِ قانون انسانوں کیلئے آخری، جامع اور ہمہ گیر کتاب ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کا نزول یکبار نہیں، بلکہ تدریجاً بحسب الحوائج ہوا۔ قرآن مجید کا اکثر حصہ موعظت و عبرت یا اصولِ دین اور احکامِ تشریع کے بارے میں نازل ہوا ہے، البتہ کچھ حصہ کسی حادثہ یا سوال کے جواب میں نازل ہوا۔ انہی حکمتوں کے پیش نظر مخصوص حالات اور مخصوص واقعات کے تناظر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا نزول بتدریج فرمایا تاکہ مختلف انسانی طبائع و مزاج اسے قبول کر سکیں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

---

[1]. Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

[2]. Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan

"وَقُرْآناً فَرَقْنَاه لِتَقْرَأَه عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاه تَنزِيْلاً۔"[1]

"اور قرآن مجید کو ہم نے مختلف اوقات میں بتفریق نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو اِسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اِسے بتدریج وقفوں سے نازل کیا ہے۔"

اللہ تعالٰی کی مشیئت اور حکمت بالغہ کے پیش نظر قرآن مجید بائیس سال کے عرصہ میں بتدریج نازل ہوا، اور مختلف حکمت و مصلحت کے پیش نظر احکامات میں تبدیلی اور نسخ بھی قرآن مجید کے نزول کا حصہ رہی۔ چنانچہ جن واقعات اور حوادث کی بناء پر قرآن مجید نازل ہوا مفسرین ایسے اسباب و وجوہات سے آگہی کیلئے "اسباب النزول" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اسباب النزول سے متعلق بحث کرنے سے قبل مناسب ہوگا کہ لغوی واصطلاحی وضاحت پیش کی جائے۔

اسباب النزول کے لغوی واصطلاحی معانی:

لغت میں سبب سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعہ غیر تک رسائی ممکن ہو۔ ابن منظور افریقی (م۔ ۶۳۰ھ۔ ۱۲۳۲ء) لکھتے ہیں:

"ثم استعمل لكل شيء يتوصل به إلى غيره"[2]

"(اصطلاح میں سبب سے مراد ہے کہ) جس کے ساتھ حکم تک پہنچا جاسکے اس کے علاوہ اس کا حکم کیساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔"

لفظ "السبب" کی لغوی تشریح کرتے ہوئے ابن منظور افریقی رقمطراز ہیں:

"ما يكون طريقاً للوصول إلى الحكم غير مؤثر فيه۔" [3]

"جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو فی نفسہ حکم میں تاثیر نہ رکھتا ہو۔"

جیسے روزہ کی فرضیت کیلئے چاند کا طلوع ہونا سبب ہے اور نماز کی فرضیت کیلئے سورج کا زوال محض سبب ہے، فی نفسہ حکم میں کوئی تاثیر نہیں رکھتا۔ لٰہذا سبب النزول آیتِ قرآنیہ کے نزول کی وجہ اور واقعہ کا علم دیتا ہے جس سے نزولِ قرآن کی حکمت اور احکاماتِ شرعیہ کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسباب النزول کی اصطلاحی تعریف سے متعلق علمائے تفسیر وعلوم قرآن کے اقوال کا مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل اقوال سامنے آتے ہیں:

- جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) اسباب النزول کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انه ما نزلت الاية ايام وقوعه۔"[4]

1۔ الاسراء، ۱۷:۱۰۶

Al-Isrā: 17:106

2۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرّم، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ۱۴۱۴ھ، ۱۰۹/۶۔

Ibn Manzūr Afrīqī, Muhammad bin Mukarram, *Lisān Al-Arab*, Beirut, Dār Sādir, 1414AH, 109/6

3۔ ایضاً

ibid

4۔ سیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر، الاتقان فی علوم القرآن، بیروت، دار فکر، ۱۳۹۴ھ، ۲۰/۱

Suyūtī, Abd-ur-Rahmān bin Abū Bakr, *Al-Itqān fī Uloom Al-Qur'ān*, Beirut, Dār Fikr, 1394AH, 20/1

"ایسی آیات جو کسی واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئیں (سبب النزول کہلاتی ہیں)"

- عبد العظیم زرقانیؒ عبد العظیم زرقانیؒ (م ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں:

"ما نزلت آلایه او الآیات، متحدثة عنه او مبینة لحکمه ایام وقوعه-"[1]

ما نزلت الآیہ سے مراد یہ ہر وہ واقعہ اور حادثہ ہے جو رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہوا، چاہے اُس واقعہ کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارداہ سے تھا چاہے وہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کے سوال کے جواب یا مطالبہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔

- مناع بن خلیل القطانؒ مناع بن خلیل القطانؒ (م ۱۴۲۰ھ) لکھتے ہیں:

"هو ما نزل قرآن بشانه وقت وقوعه کحادثه او سؤال-"[2]

"یعنی سبب النزول سے مراد ہے کہ قرآن مجید جس واقعہ حادثہ اور سوال کی پر نازل ہوا۔"

درج بالا تعریفات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ شان نزول اور سبب نزول ایک ہی معنا میں استعمال ہوتا ہے لیکن بعض علمائے علوم قرآن شان نزول اور سبب نزول کے درمیان فرق کے قائل ہیں۔ان کی نگاہ میں شان نزول سبب نزول کی نسبت اعم ہے اور سبب نزول شان نزول کی نسبت اخص ہے۔کیونکہ جب کوئی واقعہ پیش آتا اور اس کے مقابلے میں ابہام ہوتا، یا سوال پوچھا جاتا اور اسکے مقابلے میں جواب واضح نہ ہوتا یا کوئی ایسا امر پیش آجاتا جس کا کوئی راہ حل موجود نہ ہوتا تو ایسی صورتحال میں قرآنی آیات نازل ہوتی تو ایسے مقامات کی نسبت سبب نزول کہا جاتا ہے۔

اسباب النزول کی اہمیت وافادیت:

قرآنِ مجید کی تفسیر میں اسبابُ النزول کی اہمیت سے کسی طور بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قرآن کے فہم میں سببِ نُزول نہ صرف مدد و معاون ہے بلکہ قرآن کے احکامات کی نوعیت اور فقہی استنباط کے لئے بھی سببِ نزول کی معرفت ضروری ہوتی ہے۔سببِ نُزول کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"والذی لاإله غيره ما أنزلت سورةمن كتاب الله إلاأناأعلم أين أنزلت؟ وَلَاأنزلت آيةمن كتاب الله إلا وأنا أعلم فيم أنزلت؟ ولو أعلم أحداً أعلم بكتاب الله منى تبلغه الإبل لركبت إليه-"[3]

"قسم ہے اس ذات کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اللہ کے کتاب کی ہر آیت کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ

1-زرقانی، عبدالعظیم، محمد، مناہل العرفان فی علوم القرآن، حلب، مطبع عیسیٰ البابی، ۱۴۳۰ھ، ۸۹/۱

Zarqānī, Abdul Azeem, *Manāhil Al-Irfān fī Uloom Al-Qur'ān*, Halab, Mat'bā Essa Al-Bābī, 1430AH, 89/1

2-صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن، دمشق، دار الکتب، ۱۴۲۹ھ، ص: ۷۴

Subhī Sālih, *Mubāhith fī Uloom Al-Qur'ān,* Damascus, Dār Al-Kutub, 1429AH, p.74

3-سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن: ۹/۱

Suyūtī, *Al-Itqān fī Uloom Al-Qur'ān,* 9/1

کس بارے میں اور کب نازل ہوئی۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ کسی کے پاس مجھ سے زیادہ کتابُ اللہ کا علم ہے اور اونٹ وہاں تک پہنچ سکتا ہو تو میں ضرور سفر کروں گا۔"

سید نا علی المرتضیٰ اسبابُ النُزول کی اہمیت کے پیشِ نظر فرماتے ہیں:

"سلوني فوالله لاتسألوني عن شيء إلاأخبرتكم، وَسلوني عن كِتابِ الله، فوالله مامن آيةإلا وأنا أعلم أبليل نزلت أم بنهارأم فِي سَهل أم فِي جَبل ۔"[1]

"مجھ سے سوال کرو، خدا کی قسم تم مجھ سے جو سوال کروگے، میں تمہیں خبر دوں گا! مجھے ہر ہر آیت کے بارے میں علم ہے کہ وہ رات کے وقت نازل ہوئی یا دِن کو، میدانی علاقہ میں اتری یا پہاڑیوں میں۔"

تفسیر میں اسبابِ نُزول کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مفسرین نے تفسیر کرتے ہوئے اس امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ قرآنی آیات کے اسبابِ نزول کو بھی خصوصی طور پر ذکر کیا جائے لیکن اسبابُ النزول کے تفسیر میں اہمیت سے متعلق علماء کے ہاں دو طرح سے موقف ہیں:

۱۔ جو علماء تفسیر میں اسبابُ النزول کو ضروری قرار دیتے تھے اُنہوں نے کتبِ تفسیر میں روایاتِ اسبابُ النزول کو کثرت سے ذکر کیا اور قرآنِ مجید کے احکامات کو عموم کے بجائے خصوص پر محمول کیا ہے۔

۲۔ دوسری جانب وہ علماء تفسیر جنھوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں اسبابُ النزول کو ضروری نہیں سمجھا انہوں نے آیات کے شانِ نزول سے بے نیاز ہو کر تفسیر بالماثور کی ضرورت سے بھی انکار کیا اور قرآنِ مجید کے تمام احکامات کو عموم پر ہی محمول کیا۔

شانِ نزول کی اہمیت اور تفسیر میں افادیت کے تناظر میں فریقین کی نسبت شاہ ولی اللہ معتدل نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۵ھ) نے رسالہ 'الفوز الکبیر' میں اس علم کی معرفت کو 'المواضع الصّعبۃ' یعنی مشکل مقامات سے تعبیر کیا ہے اور اس فن کے مباحث کو منقّح کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے اور جن علماء نے اس کی افادیت اور تاریخی حیثیت کو لاطائل (بے فائدہ) کہا ہے، ان کے موقف کو سراسر غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے اس موقف کی وجہ کچھ علماء کا سبب نزول سے متعلق افراط و تفریط میں مبتلا ہونا تھا، کیونکہ علماء کی ایک جماعت نے اس مسئلہ میں غلو کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ اسبابِ نزول کی معرفت کے بغیر تفسیر قرآن نہیں ہو سکتی، جیسا کہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) کے مطابق اس فن کی معرفت کے بغیر تفسیر قرآن پر اقدام حرام ہے، لیکن شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مطابق یہ دونوں گروہ اِفراط و تفریط میں مبتلا ہیں، اصل اور صحیح موقف ان کے بین بین ہے، جیسا کہ ابن دقیق العیدؒ (م ۷۰۲ھ) نے اس اَمر کی وضاحت یوں کی ہے:

" اس فن کی معرفت فی الجملہ معاوِن ہو سکتی ہے اور نہ ہی تفسیر قرآن صرف اس پر موقوف ہے۔"[2]

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) سببِ نزول کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر فرماتے ہیں:

1۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ۱۸۷/۲

Suyūtī, *Al-Itqān fī Uloom Al-Qur'ān*, 187/2

2۔ ایضاً، ۷۹/۱

ibid, 79/1

"معرفة سبب النّزول تعين على فهم الآية فإن العلم بالسّبب يورث العلم بالمسبّب-"[1]

"سببِ نُزول کی معرفت آیت کے سمجھنے میں مُعاون ہے کیونکہ سبب کی معرفت کے ذریعے مسبّب تک رسائی ہو جاتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ دہلوی سبب نزول کی معرفت اور افادیت سے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"وقد ذكر المفسّرون تلك الحادثة بقصد الإحاطة بالآثار المناسبة للآية أو بقصدبيان ماصدق عليه العموم وليس هذاالقسم من الضروريات--وكان غرضهم تصويرماصدقت عليه الآية-"[2]

"کبھی مفسرین آیت کے تحت کوئی واقعہ اس مقصد سے ذکر کر دیتے ہیں کہ اس آیت سے مناسبت رکھنے والے واقعات جمع ہو جائیں یا جس امر کی عموم تصدیق کر رہا ہو اس کی وضاحت ان کا مقصود ہوتی ہے۔ یہ قسم ضروری اسبابِ نزول سے نہیں ہے۔ اس سے ان کا مقصد اس امر کی تصویر کشی کرنا ہوتا ہے جس پر آیت صادق آسکتی ہے۔"

سبب النزول سے متعلق ابحاث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے جب کسی خاص واقعہ، سوال کے جواب یا کسی مشکل کے حل کے لئے ایک یا چند آیات نازل ہوں مگر ان میں لفظ یا حکم، عام ہو، اور مستقبل میں بھی ویسی صورت حال پیش آسکتی ہو تو علماء تفسیر یہ اصول: "اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لاَ بِخُصُوْصِ السَّبَبِ" متعارف کرواتے ہیں کہ خاص سبب کی بجائے لفظ کے عام مفہوم کو معتبر سمجھا جائے۔ یعنی جب کوئی آیت کسی خاص سبب کے لئے نازل ہوئی مگر اس کے الفاظ عام ہیں تو اس کا حکم بھی اپنے سبب کی وجہ سے عام ہو گا۔ لہٰذا تفسیر قرآن میں اس امر کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ قرآنی احکامات کو عموم پر محمول کرتے ہوئے عصر حاضر کے مسائل کا حل تجویز کیا جائے اور تاکہ اسلام کی وسعت اور ہمہ گیریت کو دورِ جدید میں بھی ثابت کیا جاسکے اور تفسیر قرآن کا صحیح معنوں میں حق ادا ہو سکے۔

کتبِ تفاسیر میں واردروایاتِ اسباب النزول کی اقسام:

علمائے تفسیر وعلوم القرآن کے اقوال کی روشنی میں واضح ہے کہ اسباب النزول کا تفسیر قرآن مجید میں خاص مقام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے اس امر کا التزام کرتے ہیں آیاتِ قرآنیہ کا سبب النزول بھی تفسیر میں شامل کیا جائے۔ چونکہ سبب النزول سے آیت کا معنی و مفہوم کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اس لیے مفسرین سبب النزول سے متعلق تمام تر روایات کو پیش کرتے ہیں جو صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین سے منقول ہیں، لیکن مفسرین کی ذکر کردہ روایاتِ اسباب النزول تطبیق اور عدم تطبیق اور صحت اور عدم صحت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کیونکہ کتبِ تفسیر میں ایسی بہت سی روایات اسباب النزول کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں جو کہ نہ صرف روایتی معیارات پر پورا اترتی ہیں بلکہ درایتی اصول و قواعد کی رو سے بھی روحِ اسلامی کے یکسر منافی ہیں۔ محدثین کرامؒ کے بیان کردہ اصولِ جرح و تعدیل کی

1-ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ، مدینہ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، ۱۴۱۶ھ، ۳۹۳/۱۳۔

Ibn Taimiyah, Ahmad bin Abdul Haleem, *Majmū Al-Fatāwā*, Madinah, Majma al Malik Fahad, li Taba'ah Al-Mus'haf Al-Sharīf, 1412AH, 393/13

2-دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اُصول التفسیر، دمشق، دار الغوثانی للدراسات القرآنیہ، ۱۴۲۹ھ، ص:۷۳۔

Shah Wali Ullah Dehlawī, Ahmad bin Abd-ur-Rahīm, *Al-Fouz Al-Kabīr,* Damascus, Dār Al-Ghousānī, lī Dirāsāt Al-Qur'āniah, 1429AH, p.73

روشنی میں اِن روایاتِ اسباب النزول کا مطالعہ ناگزیر امر ہے تاکہ تفسیری ادب سے ضعیف اور غیر ضروری روایات کی نشاندہی کی جاسکے۔ کتب تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین کی پیش کردہ اسبابِ نزول کی روایات چار اقسام پر مشتمل ہیں:

پہلی قسم : روایتِ اسباب النزول صحت کے لحاظ سے بھی صحیح ہو اور واقعہ کی (شانِ نزول) سے بھی مطابقت ہو

کتبِ تفسیر میں اسبابِ نزول کے ضمن میں مفسرین جو روایات بکثرت ذکر کرتے ہیں وہ صحت کے اعتبار سے صحیح اور حسن درجہ کی ہوں، جبکہ واقعہ (سبب النزول) سے مطابقت بھی ہوتی ہے۔ ایسی روایاتِ اسباب النزول جمہور مفسرین کے ہاں تفسیری کتب کا خاصہ ہونا چاہیے اور قرآن مجید کی تفسیر و قرآن فہمی میں ایسی روایات ہی ممد و معاون ہیں۔ علمائے کرام کی جو جماعت اسباب النزول کو قرآن فہمی کیلئے ناگزیر قرار دیتی ہے، اُن کے ہاں یہی روایات پیش نظر ہوتی ہیں۔ ذیل میں ایسی روایات بطور مثال پیش کی جاتی ہیں:

جلال الدین سیوطیؒ تفسیر الدر المنثور میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَ تَرَكُوكَ قَائِمًا)[1] کی تفسیر میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

"أن النبيﷺ كان يخطب الناس يوم الجمعة، فإذا كان نكاح لعب أهله وعزفوا ومروا باللهو على المسجد وإذا نزلت بالبطحاء جلب قال وكانت البطحاء مجلسا بفناء المسجد الذي يلي بقيع الغرقد وكانت الأعراب إذا جلبوا الخيل والإبل والغنم وبضائع الأعراب نزلوا البطحاء فإذا سمع ذلك من يقعد للخطبة قاموا للهو والتجارة وتركوه قائما فعاتب الله المؤمنين لنبيهﷺفقال {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا}[2] "رسول اللہ ﷺ لوگوں کو جمعہ کے روز خطبہ دیا کرتے تھے، جب کوئی۔"

تحقیق و تجزیہ:

روایت بالا کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن جریر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے صحیح رجال کیساتھ بیان کیا ہے، اسی طرح ابو عوانہؒ نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں۔[3] مقبل بن ھادی الوداعیؒ (م ۱۴۲۲ھ) نے درج بالا روایت سے متعلق لکھا ہے کہ روایت سند اکے لحاظ سے صحیح ہے۔[4] چونکہ درج بالا روایت صحت کے لحاظ سے بھی صحیح ہے اور واقعہ (شان نزول) سے بھی مماثل ہے۔، لہٰذا تفسیر میں ایسی روایات کو ذکر کرنے میں علماء تفسیر کے ہاں حرج نہیں۔

درج بالا امثلہ سے معلوم ہوا کہ کتبِ تفاسیر میں بکثرت ایسی روایات موجود ہیں جو سنداً درست ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی سیاق و سباق اور

---

[1]- الجمعہ، ۶۲: ۱۱

Al-Jum'ah, 62: 11

[2] سیوطی، عبدالرحمن بن ابو بکر، الدر المنثور فی تفسیر الماثور، بیروت، دار لفکر، ۱۴۲۲ھ، ۲۲۱/۶

Suyūtī, Abd-ur-Rahman bin Abu Bakr, Durr Al-Mansoor fī Tafseer Al-Māsoor, Beirut, Dār *Al-Fikr 1422AH, 221/6*

[3] ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۴۳۴ھ، ۷۶/۳

Ibn Hajr Asqalānī, Ahmad bin Ali, Fath *Al-Bārī fī Sharah Al-Bukhārī*, Beirut, Dār Al-Mā,rifah, 1434AH, 76/3

[4](وقد أخرج الطبري بسند رجاله رجال الصحيح وأبو عوانة في صحيحه كما قاله الحافظ في الفتح) وداعی، مقبل بن ھادی، الصحیح المسند من اسباب النزول، بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۲۷ھ، ص: ۲۱۳

Wadā'ī, Maqbal bin Hādī, *Al-Sahīh Al-Musnad min Asbāb Al-Nuzūl*, Beirut, Dār Ibn Hazm, 1427AH, p.213

واقعہ سے بھی مطابقت رکھتی ہیں۔ لہٰذا یہ تاثر درست نہیں کہ تفسیری ادب میں خصوصاً روایاتِ اسباب النزول کی بڑی تعداد غیر مستند روایات پر مشتمل ہے۔

دوسری قسم : روایتِ اسباب النزول صحت کے لحاظ سے صحیح ہو لیکن واقعہ کے مطابقت نہ ہو:

کتبِ تفسیر میں ایسی روایات بھی پائی جاتی ہیں جو سند کے اعتبار سے صحیح ہوں لیکن وہ روایات واقعہ (سبب النزول) سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یعنی ایسی روایات در حقیقت آیتِ قرآنیہ کا سبب النزول نہیں تھی، لیکن مفسرین کرام اسباب النزول کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر روایت کو سبب النزول قرار دیکر آیت کے ضمن میں بیان کر دیا، حالانکہ ایسی روایت سنداً صحیح قرار ہونے کی بناء پر مفسرین نے آیت کے سبب النزول سے ظاہری مطابقت کی وجہ سے سبب النزول میں ذکر کر دی ہیں۔ ذیل میں ایسی روایات بطور مثال پیش کی جاتی ہے:

سورۃ احزاب کی آیت (**يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا**)[1] کے سبب النزول میں مفسرین یوں رقمطراز ہیں۔

- ابن جریر طبریؒ آیت بالا کے سبب النزول سے متعلق یوں لکھتے ہیں:

"يقول تعالى ذكره لأصحاب نبي اللهﷺ يا أيها الذين آمنوا بالله ورسوله لا تؤذوا رسول الله بقول يكرهه منكم ولا بفعل لا يحبه منكم، ولا تكونوا أمثال الذين آذوا موسى نبي الله فرموه بعيب كذباً وباطلاً فبرأه الله مما قالوا فيه من الكذب والزور بما أظهر من البرهان على كذبهم۔"[2]

"اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے فرماتے ہیں کہ اے اللہ اور رسول پر ایمان لانے والو تم رسول کو ایسی بات کیساتھ تکلیف نہ دو جو انہیں ناپسند ہو اور نہ ہی ایسے کام کیساتھ جو انہیں پسند نہ ہو، تم ان لوگوں جیسا نہ ہونا جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو تکلیف دی اور انہیں جھوٹے عیبوں اور باطل فریب کیساتھ متہم کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام جھوٹے بے بنیاد الزامات سے بری کر دیا۔"

صحیح بخاری میں آیت بالا کے سبب النزول سے متعلق روایت یوں بیان ہوئی ہے۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"(إن موسى كان رجلاً حييًا ستيرًا، لا يرى من جلده شيء استحياءً منه، فآذاه من آذاه من بني إسرائيل، فقالوا: ما يستتر هذا التستر إلا من عيب بجلده: إما برص وإما أُدرة، وإما آفة، وإن الله أراد أن يبرئه مما قالوا لموسى، فخلا يومًا وحده، فوضع ثيابه على الحجر، ثم اغتسل، فلما فرغ أقبل إلى ثيابه ليأخذها، وإن الحجر عدا بثوبه، فأخذ موسى عصاه، وطلب الحجر، فجعل يقول: ثوبي حجر، ثوبي حجر، حتى انتهى إلى ملأ من بني إسرائيل فرأوه عريانًا أحسن ما خلق الله، وأبرأه مما يقولون

---

[1]- الاحزاب، ۳۳:۶۹

Al-Ahzāb, 33:69

[2]-طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۳۲ھ، ۵۲/۲۲

Tabrī, Muhammad bin Jarīr, *Jāmi Al-Bayān an T'āwīl Āi Al-Qur'ān*, Beirut, Mu'assah Al-Risālah, 1432AH, 52/22

وقام الحجر فأخذ ثوبه فلبسه، وطفق بالحجر ضربًا بعصاه، فوالله إن بالحجر لَندَبًا من أثر ضربه ثلاثًا أو أربعًا أو خمسًا) فذلك قوله:؟ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا)۔"[1]

"موسیٰؑ حیادار اور خود کو ڈھانپنے والے تھے، اپنے جسم کا کوئی حصہ بھی حیاء کی وجہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ بنی اسرائیل میں سے کسی نے اہیں یہ تکلیف پہنچائی۔ انہوں نے کہا: یہ اپنے جسم کو اس لیے چھپاتے ہیں کہ انہیں کوئی عیب ہے یا برص یا آفت لاحق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عیب سے بری کرنا چاہا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ایک روز اکیلے نہانے لگے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے لیکن جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو پتھر کپڑے لیکر چل پڑا، حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا لیا اور پتھر کے پیچھے چل دیے، آپ کہہ رہے تھے۔ پتھر میرے کپڑے (دو) پتھر میرے کپڑے (دو) یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گے تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ بہترین صورت میں دیکھ لیا تو انہیں اس الزام سے براۃ ملی، حضرت موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھا لیے اور پتھر کو اپنے عصا سے تین، چار یا پانچ دفعہ مارا تو پتھر کی آواز تھی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا)"۔

تحقیق وتجزیہ:

مذکورہ بالا روایت جو کہ صحیحین میں بیان کردہ ہے صحت کے لحاظ سے درست ہے لیکن آیتِ بالا کیلئے شان نزول نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ کا واقعہ نزولِ قرآن سے قبل کا ہے چنانچہ مفسرین کرام نے محض ظاہری مناسبت کی بناء پر روایاتِ بالا کو سبب النزول قرار دیکر کتبِ تفاسیر میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ روایات آیت بالا کی تفسیر و تشریح کے ضمن میں بیان کی گئی تھی۔ مذکورہ بالا حدیث آیت کا سبب النزول نہیں ہو سکتی کیونکہ روایت میں ایسی کوئی صراحت موجود نہیں، ویسے بھی یہ ممکن نہیں کہ یہ روایت اس قصہ کا سبب النزول بنے کونکہ نزول قرآن کے وقت یہ واقعہ پیش نہیں آیا، یہی وجہ ہے کہ مفسرین میں سے کسی ایک نے بھی اِسے آیتِ بالا کے سبب النزول میں ذکر نہیں کیا۔

بحثِ بالا سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بآیت کا سبب النزول کے ضمن میں صحیحین کی روایت محض سند کی درستگی کی بناء پر سبب قرار نہیں پا سکتی۔ محقق خالد المزینی نے "المحرر فی اسباب نزول القرآن"، میں درج بالا روایت کی تحقیق وتخریج میں روایت مذکورہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔[2]

درج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ کتبِ تفاسیر میں اسباب النزول کے ضمن میں کچھ روایات ایسی بھی ہیں جو آیاتِ قرآنیہ سبب النزول نہیں تھیں بلکہ آیت کی تشریح وتفسیر میں بیان کی گئی تھیں۔ لیکن مفسرین کرامؒ نے سبب النزول کی اہمیت وافادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اُس روایت کو ذکر کر دیتے ہیں جو آیتِ کیساتھ ادنیٰ سی مناسبت رکھتی ہو۔

1۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، بیروت، دار البشائر الاسلامیۃ، ۲۰۰۱ء، رقم الحدیث: ۲۸۴

Bukhari, Muhammad bin Ismā'īl, *Al-Adab Al-Mufrad*, Beirut, Dār Al-Bashā'ir Al-Islamiyah, 2001AD, Hadith:284

2۔ (أن الحديث المذكور ليس سبباً لنزول الآية الكريمة؛ لأن التصريح بالنزول شاذ غير محفوظ كما أنه غير ممكن أن تكون قصة موسى سبباً للنزول لأنها لم تحدث وقت نزول القرآن ولهذا لم يذكر هذا أحد من المفسرين والله أعلم) المزینی، المحرر فی اسباب النزول: ۸۳۰/۲

Al-Muzīnī, *Al-Muharrar fi Asbāb Al-Nuzūl*, 830/2

تیسری قسم : روایت اسباب النزول صحت کے لحاظ سے بھی درست نہیں اور واقعہ کی(شانِ نزول) سے بھی مماثلت نہیں۔

کتبِ تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیری ادب میں ایسی روایات اگرچہ صحیح روایات کی نسبت بہت کم ہیں لیکن موجود ہیں جو سنداً بھی صحیح نہیں اور ایسی روایات واقعہ(سبب النزول) کیساتھ بھی مناسبت نہیں رکھتیں۔ایسی روایات کی تنقیح وتخریج ناگزیر امر ہے تاکہ کتبِ تفسیر سے غیر مستند روایات کی نشاندہی عمل میں لائی جائے۔چونکہ فہمِ قرآن میں سببِ نزول کی اہمیت وافادیت سے انکار ممکن نہیں، للہٰذا ایسی روایات فہمِ قرآن پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ایسی روایات مثال کے طور پر ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

سورۃالروم کی آیات:(الم - غُلِبَتِ الرُّومُ -فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ - فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ)[1] کے سبب النزول کے تعین میں مفسرین یہ روایات پیش کرتے ہیں:

ابو عیسیٰ ترمذیؒ(م۲۷۹ھ)"الجامع"میں آیت بالا کے سبب النزول سے متعلق یہ روایت ذکر کرتے ہیں:

"عن أبي سعيد قال: لما كان يوم بدر ظهرت الروم على فارس فأعجب ذلك المؤمنين فنزلت: الم غُلِبَتِ الرُّومُ) – إلى قوله –: (يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ) ففرح المؤمنون بظهور الروم على فارس۔"[2]

"حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: غزوہ بدر کے روز رومی فارس پر غالب آگئے تو مسلمانوں کو بہت اچھا لگا تو یہ آیات نازل ہوئیں(الم غُلِبَتِ الرُّومُ)تو مسلمان روم کے فارس پر غلبہ سے خوش ہوئے"۔

ابن جریر طبریؒ آیت بالا کے شان نزول میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

"عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه؛ قال: كانت فارس ظاهرة على الروم، وكان المشركون يحبون أن تظهر فارس على الروم، وكان المسلمون يحبون أن تظهر الروم على فارس؛ لأنهم أهل كتاب، وهم أقرب إلى دينهم، فلما نزلت: {الم غُلِبَتِ الرُّومُ } إلى {فِي بِضْعِ سِنِينَ}؛ قالوا: يا أبا بكر! إن صاحبك يقول: "إن الروم تظهر علىفارس في بضع سنين"، قال: صدق، قالوا: هل لك أن نقامرك؟ فبايعوه على أربع قلائص إلى سبع سنين، فمضت السبع ولم يكن شيء، ففرح المشركون بذلك وشق على المسلمين، فذكروا ذلك للنبيﷺفقال: "ما بضع سنين عندكم؟ "، قالوا: دون العشر، قال: "اذهب"، فزايدهم وازْدَدْ سنتين، قال: فما مضت السنتان؛ حتى جاءت الركبان بظهور الروم على فارس؛ ففرح المسلمون بذلك؛ فأنزل الله: {الم غُلِبَتِ الرُّومُ } إلى قوله: وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ۔"[3]

---

[1]۔الروم،۳۰:۱۔۴

Rūm, 30:1-4

[2]۔ ترمذی،ابوعیسیٰ، محمد بن عیسی بن سورۃ، جامع السنن،لاہور،مکتبہ دارالسلام،۱۹۹۵ء،رقم الحدیث:۲۹۳۵

Tirmidi, Muhammad bin Essa, Jāmi Al Sunan, Lahore, Maktabah Dār-us-Salām, 1995AD, Hadith: 2935

[3]۔طبری، جامع البیان:۱۴،۱۵/۲۱

Tabrī, Jāmi a-Bayān, 14, 15/21

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں: فارس روم پر غالب آگیا اور مشرکین کو یہ بہت کوشی تھی کہ فارس روم پر غالب رہے لیکن مسلمانوں کو پسند تھا کہ روم غالب آئے کیونکہ رومی اہل کتاب تھے تو مسلمانوں کے دین سے قریب تھے۔ جب یہ آیات نازل ہوئی(الم غُلِبَتِ الرُّومُ } إلى {فِي بِضْعِ سِنِينَ)تو مشرکین نے کہا: اے ابو بکر تمہارا دوست کہتا ہے کہ روم چند سالوں میں دوبارہ غالب آجائے گا، تو حضرت ابو بکر نے کہا: سچ کہا ہے۔ مشرکین نے کہا: کیا اس بات پر شرط لگاتے ہو۔ لہٰذا معاہدہ سات سال کی مدت کیلئے چار قلائص(اونٹنی) پر طے پایا۔ لیکن سات سال گذر گئے اور رومی غالب نہ آئے تو اس بات سے مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں کو یہ سخت ناگوار گذرا۔ مسلمانوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کی آپ ﷺ نے فرمایا؛ تمہارے ہاں بضع سنین سے کتنے سال مراد ہیں؟ توانہوں نے کہا: دس سال سے کم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور (معاہدہ کو) زیادہ کرو، چنانچہ دو سال اضافہ کیا گیا، ابھی دو سال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ روم کے فارس پر غالب آنے کی خبر ملی، مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے تو یہ آیات نازل ہوئیں:(الم غُلِبَتِ الرُّومُ } إلى قوله: {وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَه}"

حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں درج بالا آیت کے سبب النزول کے ضمن میں یوں لکھتے ہیں:

" نزلت هذه الآيات حين غلب سابور ملك الفرس على بلاد الشام وما والاها من بلاد الجزيرة وأقاصي بلاد الروم فاضطر هرقل ملك الروم حتى ألجأه إلى القسطنطينة، وحاصره فيها مدة طويلة ثم عادت الدولة لهرقل۔"[1]

"یہ آیات تب نازل ہوئیں جب فارس کے بادشاہ سابور نے شام اور مضافاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ رومی بادشاہ ہرقل قسطیطنیہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا طویل مدت کیلئے لیکن بعد ازاں ہرقل کی حکومت واپس لوٹ آئی۔"

تحقیق و تجزیہ:

روایت بالا کی سند بوجہ ضعیف ہے اور اس میں کئی ایک علتیں ہیں:

اول: سفیان بن وکیع معروف ضعیف ہے۔[2]

دوم: راوی محاربی سے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التقریب میں احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے لکھا ہے "اس سے متعلق کوئی حرج نہیں لیکن تدلیس کرتا ہے اور معنعن روایات بیان کرتا ہے۔"[3]

1۔ابنِ کثیر، اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۲۴ھ، ۴۲۵/۳۔

Ibn Kathīr, Ismā'īl bin Umr, *Tafsīr Al-Qur'ān Al-Azīm*, Beirut, Dār Ihyā Al-Turāth Al-Islāmī, 1424AH, 425/3

2۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، حیدر آباد، دائرۃ المعارف النظامیہ اسلامیہ، ۱۳۲۵ھ، ۴۷۷/۳

Ibn Hajr Asqalānī, Ahmad bin *Ali, Tahzīb Al-Tahzīb*, India, Da'irah Al-Muārif Al-Nizāmiah Islamiya, 1325AH, 477/3

3۔ایضاً، تقریب التقریب، شام، دار الرشید، ۱۴۰۶ھ، ۲۲۱/۲

Ibn Hajr Asqalānī, Ahmad bin *Ali, Taqrīb Al-Taqrīb*, Syria, Dār Al-Rashīd, 1406AH, 221/2

سوم: شعبی کی ابن مسعودؓ سے ملاقات نہیں۔[1]

چہارم: اسماعیل بن علیہ نے محاربی کی مخالفت کی ہے اور روایت داود بن ابی ہند عن الشعبی کے واسطہ سے مرسل بیان کی ہے۔[2]

پنجم: روایت کی سند میں ضعفِ شدید ہے لہٰذا مضطرب اسناد سے سبب النزول پر دلیل نہیں قائم کی جاسکتی۔

ششم: سورۃ روم مکمل مکی سورۃ ہے۔ اگر یہ سورۃ مکمل مکی ہے تو یہ آیت سورۃ بدر کے روز کیسے نازل ہوئی؟ لہٰذا یہ روایت سند کے ضعف کی بناء پر سبب النزول نہیں کیونکہ سورۃ مکی ہے، مزید برآں یہ روایت سیاق قرآنی اور سلف وخلف مفسرین کے اقوال کے بھی مخالف ہے۔

درج بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا روایت آیت کا سبب النزول نہیں ہے کیونکہ سنداً ضعیف ہونے اور آیت کے مکی ہونے کی بناء پر یہ سیاق وسباق کی مخالفت کرتی ہے اور سلف وخلف کے مفسرین بھی اس کی تائید نہیں کرتے۔ درحقیقت یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی جب مسلمان غمگیں تھے تو یہ بشارت دی گئی کہ چند سالوں میں یہ فارس روم پر غالب آجائے گا۔ لہٰذا یہ روایت آیت بالا کا سبب النزول نہیں ہے اور نہ ہی سیاق وسباق قرآنی اس کی تائید کرتا ہے جیسا کہ محقق سلیم الہلالی[3] اور خالد المزینی[4] بھی مذکورہ بالا روایت کو آیت بالا کیلئے سبب النزول قرار نہیں دیتے۔

چوتھی قسم: **روایتِ اسباب النزول اور واقعہ موضوع ہو اور درایتی اصول وقواعد کے خلاف ہو۔**

کتبِ تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اسباب النزول کے ضمن میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جو صحت کے لحاظ سے نہ صرف غیر مستند وغیر معتبر ہیں بلکہ موضوع ومن گھڑت ہیں۔ ایسی روایات کی تفسیری ادب میں موجودگی سے قرآن فہمی پر انتہائی مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ذیل میں ایسی روایات بطور مثال پیش کی جاتی ہیں:

ا۔ سورۃ توبہ کی آیت: (وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ . فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ . فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ . أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ)[5] کے سبب النزول میں مفسرین یہ روایات لکھتے ہیں:

---

[1] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب: ۲۱۷/۱

Ibn Hajr Asqalānī, *Tahzīb Al-Tahzīb*, 217/1

[2] ۔المزینی، خالد بن سلیمان، المحرر فی اسباب النزول من خلال الکتب التسعۃ، دمام، دار ابن جوزی، الطبعۃ الاولی ۲۰۰۶ء، ۷۸۴/۱

Al-Mazīnī, Khalid bin Sulemān, *Al-Muharrar fī Asbāb Al-Nuzūl min Khilāl Al-Kutub Al-Ti'ata*, Damām, Dār Ibn Al-Jouzī, 1st ed 2006AD, 784/1

[3] ۔(وهذا إسناد ضعيف؛ فيه علل) سلیم بن عبد الہلالی، الاستیعاب فی بیان الاسباب، تہران، دائرہ المعارف اسلامی، ۵۲/۳

Salīm bin Abdul Hilālī, *Al-Istī'āb fī bayān al-Asbāb*, Tehran, Dā'irah Al-Ma'ārif Islāmī, 52/3

[4] ۔(ان الحديث المذكور ليس سببًا للنزول لضعف سنده، وكون السورة بكاملها مكية، مع مخالفته للسياق القرآني وأقوال المفسرين من السلف والخلف) المزینی، خالد بن سلیمان، المحرر فی اسباب النزول: ۷۸۴/۱

Al-Mazīnī, *Al-Muharrar fī Asbāb Al-Nuzūl*, 784/1

[5] ۔التوبۃ، ۹: ۷۵-۷۷ Al-Toubah,9: 75-77

علی بن احمد واحدیؒ(م۔۴۶۸ھ۔۱۰۷۵ء)نے بھی تفسیر البسیط میں اس آیت کے تناظر میں یہی واقعہ پیش کیا ہے:

"قال ابن عباس وسعید بن جبیر وقتادۃ،أتی ثعلبۃ بن حاطب مجلسًا من الأنصارفأشهدهم وقال: (لئن آتانی الله من فضله آتیت منه کل ذی حق حقه، وتصدقت منه، ووصلت منه القرابة، فابتلاه الله، فلم یف بما قال،عاود ثعلبة رسول اللهﷺ،مرارًا کل ذلک یقول: ادع الله أن یرزقنی مالاً ورسول اللهﷺ- یقول له: قلیل تؤدی شکره خیر من کثیر لا تطیقه حتی قال: والذی بعثک بالحق نبیًا لئن رزقنی الله مالاً لأعطین کل ذی حق حقه---"[1]

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور سعید بن جبیرؒ اور قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطبؓ ایک دن انصار کی مجلس میں آئے اور انہیں گواہ بنا کر کہا کہ اگراللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے مال دے تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا اور صدقہ بھی کروں گا اور قرابت داروں سے قرابت بڑھاؤں گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمایا تو وہ اپنے قول کو پورا نہ کر سکے۔ثعلبہؓ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو کہتے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے مال دے۔رسول اللہ ﷺ ہر مرتبہ اُسے فرماتے: کم مال جس کیساتھ تو شکر گزار رہے زیادہ بہتر ہے زیادہ مال سے جس کیساتھ خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو۔تو ثعلبہ کہنے لگے:اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔۔۔"

ابن عطیہ اندلسیؒ(م۔۵۴۶ھ۔۱۱۵۱ء) آیتِ بالا کے سببِ النزول سے متعلق لکھتے ہیں:

"هذه الآیة نزلت فی ثعلبة بن حاطب الأنصاری، وقال الحسن: وفی معتب بن قشیر معه،-------- أنه جاء إلی رسول اللهﷺ فقال یا رسول الله ادع الله أن یجعل لی مالا فإنی لو کنت ذا مال لقضیت حقوقه وفعلت فیه الخیر، فراده رسول اللهﷺ وقال:قلیل تؤدی شکره خیر من کثیر لا تطیقه، فعاود فقال له النبیﷺ ألا ترید أن تکون مثل رسول اللهﷺ---"[2]

یعنی ثعلبہ بن حاطب انصاریؓ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے میرے مال میں فراوانی اور میری رزق میں وسعت وفراخی کی دعا کیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ! اللہ تجھ پر رحم کرے،وہ کم جس کا شکر ادا کر سکو اس زیادہ سے بہتر ہے جس کے تحمل کی تم میں طاقت نہ ہو۔۔۔اس کے بعد ان دونوں نے آپ کو ثعلبہ کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔پھر قرآن پاک کی یہ آیات نازل ہوئیں:(وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ)

درج بالا واقعہ تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم الرازی اور تفسیر ابن کثیر میں "عن معان بن رفاعة عن علی بن زید عن أبی عبد الرحمن القاسم بن عبد الرحمن عن أبی أمامة الباهلیؓ" کی سند سے مذکور ہے۔اس روایت کے راویوں ابن حجر عسقلانیؒ (م۔۸۵۲ھ۔۱۴۴۹ء)نے "تہذیب التذیب" میں یوں لکھا ہے:

---

[1]-واحدی، علی بن احمد، التفسیر البسیط، ریاض، عمادۃ البحث العلمی، ۱۴۲۴ھ، ۵۱۷/۱

Wāhidī, Ali bin Ahmad, *Al-Tafsīr Al-Basīt*, Riyadh, Amādah Al-Bah'th Al-Ilmī, 1424AH, 517/1

[2]-ابنِ عطیہ، عبدالحق بن غالب، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۲ھ، ۵۴۶/۱

Ibn Attiyah, Abdul Haq bin Ghālib, *Al-Muharrar Al-Wajīz fī Tafsīr Al-Kitāb Al-Azīz*, Beirut, Dār Al-Kutub Al-Ilmiyah, 1422AH, 546/1

"علی بن یزید الألھانی الشامی، قال البخاری: (منکر الحدیث) وقال النسائی: (متروک) وکذلک قال الأزدی والدارقطنی والبرقی، وقال الحاکم أبو أحمد: (ذاہب الحدیث) وقال الساجی: اتفق أہل العلم علی ضعفه۔وقال ابن حبان :إذا اجتمع فی إسناد خبر عبید الله بن زحر وعلی بن یزید والقاسم أبو عبد الرحمن لم یکن متن ذلک الخبر إلا مما عملته أیدیھم۔"[1]

"علی بن یزید سے متعلق امام بخاریؒ لکھتے ہیں: منکر الحدیث ہے۔ نسائیؒ کہتے ہیں: متروک ہے،ازدیؒ،دار قطنیؒ، برقیؒ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ حاکمؒ اور ابو احمد کہتے ہیں: حدیث ضائع کرنے والا تھا۔ ساجیؒ لکھتے ہیں: اہل علم اس کے ضعف پر متفق ہیں۔ابن حبانؒ لکھتے ہیں: جس سند میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید اور قاسم ابو عبد الرحمن اکٹھے ہو جائیں تو اُس خبر کا متن اِن کے ہاتھوں سے بنایا گیا ہوتا ہے"۔

مزید برآں اس روایت کے راویوں سے متعلق جرح "التاریخ الکبیر، "الکامل"، "کتاب المجروحین" اور "تہذیب التہذیب "میں موجود ہے۔ مذکورہ بالا روایت بلحاظ سند بوجوہ ضعف شدید پر مشتمل ہے:

۱۔اس روایت کے راوی معان بن رفاعہ کو یحییٰ بن معینؒ (م۔۸۴۸ھ۔۱۴۴۵ء) سخت اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔[2]

۲۔دوسرا راوی ابو عبد الملک علی بن یزید دمشقی الہانی کو محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م۔۲۵۶ھ۔۸۷۰ء) اور احمد بن شعیب نسائیؒ (م۔۳۰۳ھ۔۹۱۵ء) متروک الحدیث قرار دیتے ہیں۔[3]

۳۔تیسرا راوی ابو عبد الرحمن القاسم بن عبد الرحمن سے متعلق امام احمد بن حنبلؒ احمد بن حنبلؒ (م۔۲۴۱ھ۔۸۵۵ء) نے لکھا ہے کہ یہ داستانیں نقل کرتا ہے۔[4]

ابن حزم اندلسیؒ (م۔۴۵۲ھ۔۱۰۶۰ء) لکھتے ہیں:

"ھذا باطل لان ثعلبة بدریٌ معروف۔"[5]

"یہ باطل قول ہے کیونکہ ثعلبہؓ معروف بدری صحابی ہیں۔"

ابن حزم اندلسیؒ (م۔۴۵۲ھ۔۱۰۶۰ء) مزید برآں حدیث کی سند سے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1]-ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۹۹/۳

Ibn Hajr Asqalānī, *Tahzīb Al-Tahzīb*, 199/3

[2]-ابن اثیر، علی بن ابی الکرم، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار الکتب العربیہ، ۱۴۱۷ھ، ۵۷۱/۲

Ibn Athīr, Ali bin Abī Al-Karam, *Al-Kāmil fī Al-Tarīkh*, Beirut, Dār Al-Kutub Al-Arabiyah, 1416AH, 571/2

[3]ابو حاتم، عبد الرحمن بن محمد، الجرح والتعدیل، بیروت، دار احیاء التراث الاسلامی، ۱۲۷۱ھ، ۲۰۹/۶

Abū Hātim, Abd-ur-Rahman bin Muhammad, *Al-Jarah wa Al-Tādīl*, Beirut, Dār Ihyā Al-Turāth Al-Islāmi, 1271AH, 209/6

[4]- ایضاً، ۵۶۶/۱

ibid, 566/1

[5]ابن حزم، علی بن احمد، المحلیٰ بالآثار، بیروت، دار لفکر، ۱۳۸۸ھ، ۲۸۱/۱۱

Ibn Hazm, Ali bin Ahmad, *Al-Muhallā Bi Al-Āsār*, Beirut, Dār Al-Fikr, 1388AH, 281/11

"وهذا باطل لا شك ، لأن الله تعالى أمر بقبض زكوات أموال المسلمين وأمر عليه الصلاة والسلام عند موته أن لا يبقى في جزيرة العرب دينان ، فلا يخلو ثعلبة من أن يكون مسلما ففرض على أبي بكر وعمر قبض زكاته ولا بد ولا فسحة في ذلك ، وإن كان كافرا ففرض أن لا يقر في جزيرة العرب فسقط هذا الأثر بلا شك وفي رواته معان بن رفاعة والقاسم بن عبد الرحمن وعلي بن يزيد - وهو أبو عبد الملك الألهاني - وكلهم ضعفاء . ومسكين بن بكير ليس بالقوی۔" [1]

حافظ ابن عبدالبر اندلسیؒ (م۔۴۶۳ھ۔۱۰۷۰ء) لکھتے ہیں:

"وقول من قال فی ثعلبة مانع الزکوة، الذی نزلت فیه الایة غیر صحیح۔"[2]

"جو شخص ثعلبہؓ سے متعلق یہ کہتا ہے کہ اُن سے متعلق مانع زکواۃ کی آیت نازل ہوئی ہے غیر صحیح ہے۔"

درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں مذکور راوی علی بن یزید الالھانی سخت ضعیف راوی ہے، لہٰذا اس روایت کو آیت کا شان نزول بنانا درست معلوم نہیں ہوتا اور ویسے بھی ایسی روایات اصحاب رسول ﷺ سے متعلق بدگمانی ہیں۔ اور حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ بدری صحابی ہیں جن سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔"[3]

"لہٰذا اصحابی رسول ﷺ سے متعلق ایسی روایات کسی بھی طرح سنداً درست نہیں۔"

علمائے متقدمین کے تفسیری منہج ورجحانات کے مطالعہ سے یہ عیاں ہے کہ علمائے متقدمین سبب النزول کو تفسیر قرآن مجید کیلئے ضروری علم شمار کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر کی بنیادی وامہات الکتب میں سبب النزول کا اہتمام بطور خاص نظر آتا ہے۔ سبب النزول کو تفسیر میں ضروری علم تصور کرنے کی بناء پر علمائے متقدمین کی تفاسیر میں سبب النزول کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ تفاسیر کی بنیادی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین کی ذکر کردہ یہ روایات بسا اوقات آیت کے ساتھ شان نزول میں مناسب رکھتی ہیں لیکن بسا اوقات یہ روایات محض سنداً درست ہوتی ہیں لیکن آیت کا شان نزول نہیں ہوتی بلکہ آیت کی تفسیر اور توضیح ہوتی ہے لیکن مفسر نے محض آیت کے ساتھ ادنی سی مناسبت کی وجہ سے آیت کا شان نزول تصور کرتے ہوئے تفسیر میں ذکر کر دیا۔ کتب تفاسیر میں بہت سی آیات کے سبب النزول اگرچہ روایات میں صحیح سند کیساتھ موجود نہیں تھے لیکن سبب النزول کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مفسر نے آیت کے شان نزول سے ادنی سی مناسبت دیکھتے ہوئے اگرچہ وہ روایت ضعیف ہو یا موضوع ہو آیت کے شان نزول میں ذکر کر دیا ہے۔

1۔ ابن حزم، المحلی: ۲۰۸/۱۱

Ibn Hazm, *Al-Muhallā Bi Al-Āsār* ,208/11

2۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الدرر فی اختصار المغازی والسیر، قاہرہ، دار لمعارف، ۱۴۰۳ھ، ص: ۸۱

Ibn Abdul Barr, Yousaf bin Abdullah, *Al-Durrar fī Ikhtisār Al-Maghāzī wa Al-Sī'ar*, Cairo, Dār Al-M'ārif, 1403AH, p.81

3۔ ترمذی، الجامع: رقم الحدیث: ۲۴۹۴۔

Tirmidī, *Al-Jāmi*, Hadith: 2494

درج بالا روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کتبِ تفسیر میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جو روایت و درایت کے اصولوں کے نہ صرف خلاف ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اور شرعی احکامات کی خلاف ورزی پر مبنی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ کتب تفاسیر کے مطالعہ سے ایسی روایات الگ کی جائیں جو آیت کا سبب النزول نہیں بلکہ مفسرین نے ایسی روایات کو محض آیت کی تشریح و توضیح کے پیش نظر آیت کا شان نزول تصور کیا حالانکہ وہ روایت آیت کا سبب النزول نہیں تھی۔اس نوعیت کی تحقیق سے کتب تفاسیر کی تحقیق، تخریج اور تنقیح کا عمل مکمل ہو جائے گا جس سے ایسی تفسیری ادب میسر آئے گا جو غیر ضروری اور صحت کے لحاظ سے مستند روایات پر مشتمل ہو گا۔

نتائج تحقیق:

مضمون ہذا کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے ہیں:

۱۔علمائے تفسیر کے ہاں اسبابِ نزول فہم قرآن میں ممد و معاون علم ہے کیونکہ بعض آیات کے اسباب النزول کی واقفیت کے بغیر حقیقی مفہوم سمجھ نہیں آسکتا، لیکن قرآن مجید کی بہت سی آیات کا سبب النزول بیان نہیں ہوا اور ایسی آیات بغیر کسی سبب کے نازل ہوئی ہیں لہذا تمام آیات کا سبب النزول تلاش کرنا تکلف و غیر ضروری امر ہے۔

۲۔جمہور مفسرین کے ہاں سبب النزول تفسیر قرآن مجید کیلئے ضروری شرط نہیں البتہ فہم قرآن میں ممد علم ہے، شاہ ولی اللہؒ نے اس سلسلہ میں افراط اور تفریط کے مابین اعتدال کا موقف اختیار کیا ہے کہ جن آیات کے سبب النزول بیان ہوئے ہیں وہ آیات بناء اسباب النزول کی واقفیت سمجھ نہیں آتیں ایسی آیات کے اسباب النزول جاننا مفسر کیلئے ضروری ہے۔

۳۔کتبِ تفسیر میں روایاتِ اسبابِ نزول کی تحقیق و تخریج کا التزام نہیں کیا گیا، لہذا کتبِ تفاسیر میں صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع روایات بھی اسباب النزول کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں جن میں چند ایک کی نشاندہی مضمون ہذا میں کی گئی ہے۔

۴۔کتبِ تفسیر میں اسباب النزول کے ضمن میں وارد روایات شان نزول سے مطابقت اور عدم مطابقت کے لحاظ سے مختلف ہیں،ایسی روایات بکثرت موجود ہیں جو صحیح ہونے کے باوجود واقعہ سے مناسب نہیں رکھتیں۔

۵۔کتبِ تفسیر بالماثور میں دیگر مناہجِ تفسیر کی نسبت ضعیف و غیر مستند روایات کم ہیں اور کتبِ تفسیر بالماثور میں تحقیق و تخریج کا اہتمام و رجحان بھی موجود ہے۔البتہ کتبِ تفسیر بالرائے المذموم و کے نہج پر تالیف کی گئی کتبِ تفاسیر میں غیر مستند و موضوع روایاتِ اسباب النزول کتبِ تفسیر بالماثورہ کی نسبت زیادہ ہیں۔